امام وکیع بن الجراحؒ

(۱۲۸ھ ــــ ۱۹۶ھ)

عبدالرشید عراقی

دوسری صدی ہجری میں جن ائمہ اسلام نے دین اسلام کی قندیلیں روشن کیں ان میں امام وکیع بن الجراح سرفہرست ہیں۔ ۱۲۸ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جن اساتذہ وشیوخ سے علوم دینیہ کی تحصیل کی اُن کی فہرست حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں درج کی ہے۔ مشہور اساتذہ یہ ہیں: ہشام بن عروہ' ابن جریج' اوزاعی' سفیان ثوری' خالد بن دینار' ابن ابی ذئب' حماد بن سلمہ اور ابن ابی لیلیٰ وغیرہ۔ (۱)

فراغتِ تعلیم کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ان کے فضل وکمال کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ چنانچہ مختلف ممالک کے طلبہ ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور بے شمار طالبانِ علم نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ مشہور تلامذہ یہ ہیں: یحییٰ بن آدم' یحییٰ بن معین' علی بن مدینی' احمد بن حنبل' قتیبہ بن سعید۔ (۲)

امام وکیع بن الجراح نے ۳۳ سال کی عمر میں تدریس کا آغاز کیا اور ۳۵ سال تک آپ خدمتِ اسلام میں مصروف رہے۔ علم وفضل کے اعتبار سے امام وکیع بن الجراح بلند مرتبہ ومقام پر فائز تھے۔ علمائے اسلام نے ان کے تبحر علمی اور جامع الکمالات ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ عدالت وثقاہت' حفظ وضبط' امانت ودیانت' تقویٰ وطہارت اور زہد وورع میں ان کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ خطیب بغدادی نے امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے:

ما رأیتُ رجلًا قط مثل وکیع في العلم و الحفظ والاسناد والابواب

مع خشوع و ورع [۳]

''میں نے علم' حفظ' اسناد اور ساتھ ہی ساتھ ورع وتقویٰ میں وکیع بن الجراح کا مثل کسی کو نہیں دیکھا''۔

علامہ ابن عماد حنبلی فرماتے ہیں:

ماکان بالکوفة فی زمان و کیع أفقه ولا أعلم بالحدیث 'کان و کیع جهبذاً [۴]

''وکیع کے زمانہ میں کوفہ میں ان سے بڑا فقیہہ اور حدیث کو اُن سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں تھا۔وکیع عبقریٔ وقت تھے''۔

حافظ ابن جوزی نے ان کے شاگرد امام یحییٰ بن معین کا یہ قول اپنی کتاب ''صفوة الصفوة'' میں درج کیا ہے:

کان و کیع فی زمانه کالاوزاعی فی زمانه [۵]

''وکیع کی اپنے زمانہ میں وہی حیثیت تھی جو اوزاعی کی اپنے وقت میں تھی''۔

علومِ دینیہ میں ان کے جامع الکمالات ہونے کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی حافظہ کی نعمت سے سرفراز فرمایا تھا۔خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

''میں نے گزشتہ ۱۵ سال کے عرصہ میں سوائے ایک دن کے کبھی کتاب کھول کر نہیں دیکھی اور اس ایک مرتبہ میں بھی بہت سرسری طور سے دیکھا اور کتاب کو پھر اس کی جگہ پر رکھ دیا''۔[۶]

علمی کمالات کے ساتھ ساتھ اخلاقی فضائل سے بھی آراستہ تھے۔دُنیوی دولت اور وجاہت کی آپ کی نگاہ میں کوئی وقعت نہ تھی۔خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو منصب قضا کی پیشکش کی لیکن آپ نے اس کو منظور نہ کیا۔[۷]

عبادت وریاضت میں بھی بے مثل تھے۔خشیتِ الٰہی کا ان پر بہت زیادہ غلبہ تھا۔تلاوتِ قرآن سے بہت زیادہ شغف تھا۔صوم الدہر تھے۔ان کے صاحبزادے سفیان بن وکیع بیان کرتے ہیں:

''میرے والد امام وکیع بن الجراح صوم الدہر تھے۔ صبح سویرے بیدار ہو جاتے۔ فجر کی نماز کے بعد مجلس درس شروع ہو جاتی تھی۔ دن نکلنے تک اس میں مشغول رہتے۔ پھر گھر جا کر ظہر کی نماز تک قیلولہ فرماتے۔ اس کے بعد ظہر کی نماز ادا کرتے۔ پھر عصر تک طلبہ کو قرآن کا درس دیتے۔ پھر مسجد آ کر عصر کی نماز پڑھتے تھے۔ اور اس سے فارغ ہو کر پھر درسِ قرآن شروع ہو جاتا اور شام تک مذاکرہ میں منہمک رہتے۔ پھر مکان پر تشریف لے جاتے۔ افطار فرماتے' اس سے فارغ ہو کر نماز پڑھتے تھے''۔ (۸)

امام وکیع اگرچہ منصب امامت و اجتہاد پر فائز تھے لیکن فتویٰ امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق دیتے تھے۔ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

کان وکیع یفتی لقول ابی حنیفه (۹)

''امام وکیع امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے تھے''۔

تصانیف

علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ امام وکیع صاحبِ تصانیف تھے۔ حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں:

صنّف التصانیف الکثیرة (۱۰) ''انہوں نے بکثرت کتابیں لکھیں''۔

لیکن ان کی تصانیف کی کوئی تصریح نہیں ملتی۔

وفات

۱۹۶ھ میں کوفہ اور مکّہ کے درمیان قید کے مقام پر رحلت فرمائی۔ عمر ۶۸ سال تھی۔ (۱۱)

حواشی

۱) تہذیب التہذیب' ج ۱۱' ص ۱۲۲۔۱۲۴
۲) تاریخ بغداد' ج ۱۳' ص ۴۶۷
۳) تاریخ بغداد' ج ۱۳' ص ۴۷۳
۴) شذرات الذہب' ج ۱' ص ۳۵۰
۵) صفوة الصفوة' ج ۳' ص ۱۰۲
۶) تاریخ بغداد' ج ۱۳' ص ۴۷۵
۷) تاریخ بغداد' ج ۱۳' ص ۴۷۵
۸) تاریخ بغداد' ج ۱۳' ص ۴۷۱
۹) تاریخ بغداد' ج ۱۳' ص ۴۷۱
۱۰) صفوة الصفوة' ج ۳' ص ۱۰۲
۱۱) تبع تابعین' ج ۲' ص ۴۴۴